خبرنامہ

شعبۂ اردو
پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

شمارہ ۲ — جنوری ۲۰۲۱ء تا جولائی ۲۰۲۱ء — جلد ۲

PATRON

Prof. Girish Kumar Chaudhary
Vice Chancellor

CHIEF EDITOR

Dr. Shahab Zafar Azmi
Head of the Department

EDITOR

Prof. Jawed Hayat

STUDENT REPRESENTATIVES

Shahid Wasi
(Research Scholar)

Faizan Haidar
(Research Scholar)

Obaidullah Ataullah
(Semester 3rd)

Md.Sajid Imam
(Semester 1st)

Editor's Desk — اداریہ

شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی کی علمی وادبی سرگرمیوں کا ترجمان لے کر ایک بار پھر ہم حاضر ہیں۔ اس کے اولین شمارے کی جس طرح یونیورسٹی اور باہر اہل علم نے پذیرائی کی، ہم شکر گذار ہیں۔ دوسرا شمارہ قدرے تاخیر سے سامنے آرہا ہے۔ اس کی وجوہات بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ ہر شخص کرونا کے کرب اور مسائل سے واقف ہے۔

یہ اہم بات ہے کہ شعبۂ اردو نے اس بندی کے دوران بھی اپنی تدریسی اور علمی سرگرمیاں حتی الامکان جاری رکھنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت کی ہدایات کے پیش نظر بہت پابندی سے ہمارے اساتذہ اور ریسرچ اسکالرز آن لائن تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ طلبہ کے نصاب کی تکمیل بہ آسانی ہوگئی بلکہ انہیں اب امتحان سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ شعبے نے ادبی سرمایے اور ثقافتی ورثوں کے تحفظ اور اردو زبان سے طلبہ کو عملی طور پر ہم آہنگ رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً آف لائن یا آن لائن ہم نصابی سرگرمیاں بھی قائم رکھیں۔ یوم غالب، یوم فیض، یوم مادری زبان، یوم ماحولیات، یوم پریم چند اور تعارفی تقریبات جیسی محفلیں اس کی مثالیں ہیں، جن میں طلبہ وطالبات کے ساتھ شعر وادب کی مقتدر شخصیتوں نے بھی شرکت کی۔ دراصل ہماری کوشش رہتی ہے کہ طلبہ شعر وادب اور تحقیق وتنقید کے تعلق سے کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں اور نہ ہی خود کو روایتی تہذیب واقدار یا جدید عصری تقاضوں سے دور محسوس کریں۔

شعبۂ اردو کا تحقیقی مجلہ ''اردو جرنل'' بھی زیر ترتیب ہے، جس میں اس مرتبہ اکبر الہ آبادی اور ساحر لدھیانوی کا خصوصی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ ہماری کوششوں اور سرگرمیوں میں ہمارے شیخ الجامعہ پروفیسر گریش کمار چودھری، نائب شیخ الجامعہ پروفیسر اجے کمار اور یونیورسٹی انتظامیہ کا تعاون شامل رہتا ہے، جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

شہاب ظفر اعظمی
صدر شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

اخباروں کی زبانی شعبے کی سرگرمیاں

شعبہ اردو سے خبر نامہ کی اشاعت قابل ستائش: وائس چانسلر

مادری زبان اور تہذیب ماں کے دودھ کے ساتھ داخل ہوتی ہے: پروفیسر ممتاز احمد خان

شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی میں بین الاقوامی یوم مادری زبان کے موقع پر تقریب کا انعقاد

فیض کو سرحدوں اور زبانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا: ڈاکٹر شہاب ظفر

فیض احمد فیض کے یوم پیدائش پر شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی میں یوم فیض منایا گیا

شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی میں داخلہ لینا فخر کی بات: ابوبکر رضوی

یہ یونیورسٹی عظیم ادبی و تاریخی تہذیبوں کا گہوارہ ہے: شہاب ظفر اعظمی

تعارفی تقریب کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے صدر شعبہ ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی، ساتھ میں ڈاکٹر سورج دیو سنگھ، پروفیسر جاوید حیات، ڈاکٹر ابوبکر رضوی، ڈاکٹر سہیل انور اور ڈاکٹر عبدالباسط حمیدی۔

عالمی یوم مادری زبان کی مناسبت سے منعقد نشست میں اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر قاسم خورشید۔ اسٹیج پر ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی، ڈاکٹر سرور عالم ندوی، پروفیسر جاوید حیات وغیرہ کو دیکھا جا سکتا ہے۔

جل جیون ہریالی تقریب میں طلبہ کو گلوبل وارمنگ اور آلودگی سے پاک معاشرہ کی اہمیت وحساسیت سے واقف کراتے ہوئے صدر شعبہ ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی

شعبہ کے اساتذہ پروفیسر جاوید حیات، ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی، ڈاکٹر نوشاد احمد اور ڈاکٹر سرور عالم ندوی کے روبرو اپنی شش ماہی تحقیقی کارکردگی پیش کرتے ہوئے ریسرچ اسکالر عطاء اللہ

فیض احمد فیض کے یوم پیدائش پر منعقد تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی

یوم غالب تقریب کے موقع پر اسٹیج پر موجود عطا اللہ شمسی، ڈاکٹر سرور عالم ندوی، ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی، ڈاکٹر نعمت شمع، محمد عارف حسین اور فیضان حیدر

شاد کا عظیم آباد

پاٹلی پترا، پٹنہ عظیم آباد پرانی اور پیاری روایتوں کا قدیم شہر ہے۔ تہذیبوں کے پرت کے پرت الٹتے چلے جائیے، آپ بیتے ہوئے زمانے کے دھندلے راستوں پر بہت دور، بہت دور تک چلے جائیں گے۔ چھٹی صدی قبل مسیح سے پانچویں صدی بعد مسیح تک ایک ہزار سالہ دور ایسا گذرا ہے کہ سارے ملک ہند کی تاریخ پاٹلی پترا کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ عالمگیر نے اپنے پوتے عظیم الشان کو اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں بہار کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اسی شہزادہ کے نام نامی سے پٹنہ کا نام عظیم آباد بن کر چمکا۔ اونچی چوٹی کے راجے اور نواب جیسے راجہ مان سنگھ اور سیف خان یہاں کے گورنر مقرر ہوتے رہے۔ یہیں محل چہل ستون پر فرخ سیر اور شاہ عالم ثانی کی تاج پوشی ہوئی۔ پھر دور فلک نے یہ بھی دکھایا کہ ہندو مسلم تہذیب کا دھنک سامراجی دل کے دَل بادلوں میں چھپ گیا۔

ہندوستان کے دور زوال کے ایک دردمند شاعر شاد عظیم آبادی نے اپنے پیارے شہر کے بہار کے دنوں کو تصور کی آنکھوں سے دیکھا اور خزاں کے دنوں میں وہ یاد بہار سے تڑپا۔

غرض میں کیا کہوں تم سے کہانی اپنے پٹنہ کی
زمیں اس پر بلا گردان و قرباں آسماں ہوتا

دلی کے شاعروں کو دلی کی گلیاں پیاری تھیں، لکھنو کے اہل سخن اپنے باغ و بہار شہر پر جان چھڑکتے تھے۔ یہی حال عظیم آباد کے سخنوروں کا تھا۔ شاد فخر عظیم آباد بھی اپنے شہر پر مرتے تھے۔ شاد کے اچھے دن بھی بیتے تھے اور برے دن بھی۔

وہ صحبتیں مٹ گئیں، وہ محفلیں برہم ہوگئیں، انگریزی دور میں بڑے بڑے گونجتے، گرجتے محلے ویران ہوگئے۔ صادق پور اور شیش محل جیسے آزاد پسند اور مجاہد محلوں کو انگریزوں نے مسمار کروا کر ان پر واقعی ہل چلوا دیئے۔

اس اجڑے باغ پر اور باغباں پہ جو گذری
بعینہ وہی دل کا اور اپنا حال ہوا

شاد نئے اور پرانے دور کا موازنہ کرتے اور آٹھ آٹھ آنسو روتے رہے۔

قسم خدا کی مجھے کاٹتا ہے سارا شہر
میرے لیے یہ زمانہ ہے خنجر خونخوار

شاد محلہ حاجی گنج میں رہتے تھے۔ یہ قدیم شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے۔ محلہ دھولپورہ سے لگا ہوا۔ شاد کا عظیم آباد تین بڑے خطوں میں بٹا ہوا تھا۔ گو آبادی مسلسل تھی۔ اندرون شہر بانکی پور اور نیا پٹنہ۔ کچھ دور پچھم انگریزوں کی فوجی چھاؤنی دانا پور میں تھی۔ پرانی تہذیب کا مرکز اندر شہر تھا۔ پچھم دروازے سے پورب دروازے تک۔ نوابین اور دوسرے روسا وہیں رہتے تھے۔ اہل حرفہ، صناعوں اور دست کاروں کا جماؤ بھی پٹنہ سیٹی میں تھا۔ زردوزی اور چاندی کے طبق کو کاٹنے کا کام خوب چمکے ہوئے تھے لیکن پوری سماجی زندگی زوال پذیر تھی۔ دیوار گلستاں پر کی جاتی ہوئی دھوپ ۱۸۵۷ء سے پہلے شہر میں کچھ جان باقی تھی۔ شاد نے اس کا نقشہ بھی کھینچا۔ رئیسوں، امیروں اور حاذق طبیبوں کا ذکر کیا ہے۔ باوقار شریفوں کے ساتھ کج دستار بانکوں کا بھی بیان ملتا ہے۔ لیکن ہوا پلٹ چکی تھی اور شاعروں کا دل کمھلا گیا تھا۔

شاد کے جیتے جی عظیم آباد صرف عزاداریوں، مجلسوں، اکھاڑوں، مشاعروں اور محفلوں کا شہر ہو کر رہ گیا تھا۔ اب نہ نواب لطف علی عرف میر بخشی جیسا کوئی محب وطن زندہ تھا، جس سے آزادیٔ وطن کے سرفروشوں کو مالی مدد ملتی رہتی۔ جس نے ۱۸۵۷ء کی تحریک میں قصۂ دار و رسن کو بازیٔ طفلانہ سمجھا۔ صادق پور کی تحریک آزادی بھی سرد پڑ چکی تھی۔

شاد کی ادھیڑ عمر تک ایک آدھ شمعیں موجود تھیں، جو پرانی قیمتی تہذیبی رواداریوں کی روشنی پھیلا رہی تھیں۔ ابھی وہ خموش نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت شاد کے استاد نواب الفت حسین فریاد ایک مٹے ہوئے رئیس تھے۔ نواب ولایت علی ان کو وظیفہ دیا کرتے تھے۔ مگر اکرام کا یہ عالم تھا کہ انہیں مسند پر ساتھ بیٹھاتے اور تکیے خود اپنے ہاتھ سے پیش کرتے تھے۔ خیر مقدم کے لیے سیڑھیوں تک آتے اور گاڑی تک رخصت کرتے۔ یہ روز کا معمول تھا۔ نواب کے مصاحبین نے لگائی بجھائی اور ایک دن مصاحبوں میں سے کسی فریاد کو تکیہ پیش کر دیا۔ وہ خموشی سے اس ذلت کو برداشت تو کر گئے، مگر رنگ رخ سے دل کی کیفیت کا پتہ چل گیا اور نواب ولایت علی اس کو تاڑ گئے۔ دوسرے دن جب مصاحبوں نے فریاد کو پھر تکیہ پیش کرنا چاہا تو نواب نے ڈانٹ بتائی۔ بس بس پاس ادب یہ میرا فرض ہے۔ تمہارا منہ نہیں کہ نواب الفت حسین فریاد کو تکیے پیش کرو، فریاد کھل گئے اور بات گئی گذری ہوئی۔

عظیم آباد کی پرانی تہذیب تو دہلوی ہے۔ بیدل اور راسخ دہلی گئے۔ حزیں، فغاں، ضیا، عشق اور فدوی دہلی سے عظیم آباد آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ لیکن شاد کے عظیم آباد پر لکھنو کا اثر بھی گہرا پڑا تھا۔ امام باندی بیگم کے امام باڑے میں مرثیہ پڑھنے دبیر لکھنوی کئی سال تک پٹنے آتے رہے۔ سارا شہر اس سرے سے اس سرے تک ''دبیریا'' ہوگیا۔ بعد ازاں نوابان گذری کے بلاوے پر انیس آئے۔ اس ساحر نے وہ جادو کیا کہ مجلس ختم ہوتے ہی سوائے چند استوار وضع داروں کے سارا عظیم آباد ''انیسیا'' بن گیا۔ شاد دبیر کے شاگرد بن چکے تھے۔ انیس کی شاگردی تو اختیار نہیں کی، مگر اب شاد کے لیے چشمۂ فیض انیس ہی تھے۔

بے انیس اب چمن نظم ہے ویراں اے شاد
اب تک ایسا نہ کوئی زمزمہ پرداز آیا

انیس کے ساتھ مونس اور نفیس ان کے بھائی اور بھتیجے بھی یہاں آتے رہے۔ دبیر کے گھرانے کے شعرا کے لئے پٹنہ بھی گھر آنگن تھا۔ شاد اپنی ضعیفی کے زمانے میں کرنیل صاحب کے امام باڑے میں مرثیہ پڑھا کرتے تھے۔ پیارے صاحب رشید مرزا، اوج باقر صاحب، حمید وغیرہ ذاکران لکھنو بھی شریک ہوتے تھے۔ شہر کے ہندو مسلمان محرم کی مجلسوں اور اکھاڑوں میں ایک ہو جاتے تھے۔ ایک ہندو رئیس جئے بابو دھوم دھام سے تعزیہ داری کرتے تھے اور ان کے ہاں سارے رؤسا شریک مجلس ہوتے تھے۔ یوں تو شہر میں بہتیرے اکھاڑے تھے، مگر چمر ڈوریا اور ڈنکے کی املی کے اکھاڑوں کا خوب ڈنکا بجا ہوا تھا۔

عظیم آباد کے مشاعروں کا کیا کہنا۔ محلے محلے میں مشاعرے ہوتے تھے۔ سائل دہلوی، داغ اور شبلی بھی پٹنے آئے ہیں۔ شاد اور صفیر بلگرامی کی چشمکیں، فضل حق آزاد عظیم آبادی اور شاد کی رقابتیں گرمیٔ محفل کا باعث تھیں۔ شاد کا زمانہ عظیم آباد کے فن کاروں کا زمانہ تھا۔ شوق نیموی اور علامہ عظیم الدین احمد جیسے شاعر موجود تھے۔

شاد کی عمر کا آخری حصہ نہایت تلخ گذرا، اہل شہر نے ان کی قدر نہ کی اور ان کی ضد پر اخبار ''الپنچ'' نکالا گیا۔ اس ظریف اخبار میں ایک ''الدیہاتی'' شاعر شاد کے خلاف لکھا کرتے تھے۔ شاد پر خوب خوب اعتراضات ہوئے۔ کہتے ہیں۔

خدا بھلا کرے اے شاد نکتہ چینوں کا
بتا دیا مجھے بچ بچ کے راستہ چلنا

صدر گلی کے ایک مشاعرہ میں شاد نے یہ دل دوز اشعار اپنے حسب پڑھے۔

میں وہ موتی تیرے دامن میں ہوں ایک خاک بہار
آج تک دے نہ سکا کوئی بھی قیمت میری
اے عزیزان وطن تم سے تو یہ بھی نہ ہوا
ایک چادر کو ترستی رہی تربت میری

(اختر اورینوی کے طویل مضمون کی تلخیص)

NEWS LETTER

**Department Of Urdu,
Patna University, Patna**

Volume 2 | January to July 2021 | Issue 2

سرود رفتہ

غفلت میں کٹی عمر نہ ہشیار ہوئے ہم
سوتے ہی رہے آہ نہ بیدار ہوئے ہم
یہ بے خبری دیکھ کہ جب ہم سفر اپنے
کوسوں گئے تب آہ خبردار ہوئے ہم
صیاد ہی سے پوچھو کہ ہم کو نہیں معلوم
کیا جانئے کس طرح گرفتار ہوئے ہم
تھی چشم کہ تو رحم کرے گا کبھو سو ہائے
غصہ کے بھی تیرے نہ سزا وار ہوئے ہم
زخم کہن اپنا ہوا ناسور پہ راسخؔ
مرہم کے کسو سے نہ طلب گار ہوئے ہم

راسخ عظیم آبادی

۳۱/ جولائی کو پریم چند کے یوم پیدائش پر منعقد ویبینار میں صدر شعبۂ اردو اور شرکاء

آن لائن وائیوا امتحان میں حنا اعجاز پروفیسر ارتضیٰ کریم کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے

نوائے امروز

سلسلہ میرے سفر کا کبھی ٹوٹا ہی نہیں
میں کسی موڑ پہ دم لینے کو ٹھہرا ہی نہیں
خشک ہونٹوں کے تصور سے لرزنے والو
تم نے تپتا ہوا صحرا کبھی دیکھا ہی نہیں
اب تو ہر بات پہ ہنسنے کی طرح ہنستا ہوں
ایسا لگتا ہے مرا دل کبھی ٹوٹا ہی نہیں
میں وہ صحرا جسے پانی کی ہوس لے ڈوبی
تو وہ بادل جو کبھی ٹوٹ کے برسا ہی نہیں
مجھ سے ملتی ہی نہیں ہے کبھی ملنے کی طرح
زندگی سے مرا جیسے کوئی رشتہ ہی نہیں

سلطان اختر

شعبۂ اردو کی تحقیقی سرگرمیاں

نمبر شمار	تحقیق کار	نگراں	موضوع
۱	حنا اعجاز	پروفیسر جاوید حیات	اکیسویں صدی میں اردو افسانہ نگاری: خواتین کے حوالے سے
۲	افتخار احمد انصاری	ڈاکٹر نوشاد احمد	اردو ناول کے موضوعات و اسالیب۔ ۱۹۸۰ء کے بعد
۳	محمد عارف حسین	ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	اردو کا غیر منقوط ادب: ایک مطالعہ
۴	شاہد وصی	ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	اردو ناول کی جدید تنقید: ایک تحقیقی مطالعہ
۵	محمد عطاء اللہ	ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	اردو کے تاریخی ناول: آزادی کے بعد
۶	شہلا یاسمین	ڈاکٹر نوشاد احمد	رمز عظیم آبادی: شخصیت اور شاعری
۷	فیضان حیدر	پروفیسر جاوید حیات	بیسویں صدی میں اردو سفر نامہ

آئندہ سہ ماہی میں متوقع سرگرمیاں

یوم سہیل عظیم آبادی	۱۵/ جولائی
یوم شکیلہ اختر	۱۶/ اگست
یوم امداد امام اثر	۱۷/ اگست
یوم اختر اورینوی	۱۹/ اگست
توسیعی خطبہ (اکبرالہ آبادی کی غزل گوئی)	۲۴/ اگست
یوم جمیل مظہری	۴/ ستمبر
یوم کلیم الدین احمد	۱۵/ ستمبر
یوم پرویز شاہدی	۲۱/ ستمبر
یوم مہاتما گاندھی	۲/ اکتوبر